ہفت روزہ تکبیر کراچی کی خدمت میں

ابومحمود

ہفت روزہ " تکبیر " کراچی کا شمار پاکستان کے ان معدودے چند جرائد میں ہوتا ہے۔ جو کہ اسلامی صحافت کا علمبردار اور اس کے مضامین کی ثقاہت عام قارئین کے دلوں میں مسلم ہے مگر افسوس ناک امر یہ ہے، کہ جن لوگوں کے ساتھ ان کا کسی قسم کا اختلاف ہے۔ تو ان پر تنقید کرانے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے بلکہ اس بارے میں بعض اوقات سنی سنائی باتوں کو عنوان بنا کر اس پر اپنی تنقید اور طنز کے تیر برسانا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے ان جاء کم فاسق بنبا فتبینوا۔

چونکہ مجلس ادارت کے ارکان کا تعلق ایک خاص نظریہ اور ایک مخصوص جماعت کے ساتھ ہے اس لیے ان کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے نظریہ اور اپنی مخصوص جماعت و شخصیت کے بارے میں مضامین تحریر فرماتے رہیں۔ تجزیے کرتے رہیں، تبصرے شائع کریں۔ لیکن تنقید کے مد میں دل آزاری کی حد تک جانا اُس کا نہ اخلاقی فلسفہ اجازت دیتا ہے نہ شریعت میں اس کی گنجائش ہے اور نہ کسی دوسرے اصول میں اس کیلئے جگہ ہے۔ جبکہ اس کا مشاہدہ اور مطالعہ ہم نے تکبیر کے بیسیوں پرچوں میں کیا ہے۔ انشاء اللہ اگر زندگی رہی، تو ہم " آئینہ تکبیر " میں وہ تضادات اور غیر موزوں مصرحات شائع کریں گے۔ تاکہ عوام کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ صحافت کی مقدس قباء میں کیا کیا گل کھلائے جارہے ہیں۔

ے -----ایکہ می بینی خلاف آدم اند نیست آدم در غلاف آدم اند

مسئلہ افغانستان میں چونکہ مذکورہ رسالہ جناب گلبدین حکمتیار کے حزب اسلامی کا آرگن رہا ہے۔ اس لیے ان کا ہر عمل ہر قول اور ہر انداز ان کیلئے حرز جان ہوجاتا ہے۔ اور ان کا ہر معقول اور نا معقول عمل گویا تمام مسلمانوں کیلئے چراغ راہ ہے۔ افغانستان میں جب پروفیسر برہان الدین ربانی کی حکومت تھی۔ اور جناب انجنئیر صاحب ان کے مخالف تھے تو اس وقت ربانی صاحب نہ صرف ہندوستان اور روس کے ایجنٹ تھے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر قابل گردن زدنی تھے۔ اور اس پر تکبیر کے بیسیوں پرچے گواہ اور شاہد عدل ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر نجیب کے بارے میں " تکبیر " کے رشحات فکر غیر مبہم ہیں۔ اور ان کے سیہ کارناموں کا علم تکبیر ہی کے ذریعے بہت سے قارئین کو ہوا ہوگا۔ اسی طرح جنرل رشید دوستم کے بارے میں تکبیر نے جو رپورٹیں شائع کی ہیں اس سے بھی جنرل دوستم کا چہرہ بے نقاب ہوتا ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ جب قاضی حسین احمد صاحب کی وساطت سے بعد از خرابی بسیار جناب انجنئیر گلبدین حکمتیار اور ربانی صاحب کے درمیان اشتراک حکومت پر اتفاق ہوا، تو اس وقت پھر عالم اسلام اور اسلامی امہ کو کیا کیا نویدیں سنائی گئیں، کہ بس گویا جہاد افغانستان کے ثمرات ظاہر ہوئے۔ اور

>>۳

جس عظیم مقصد کیلئے سولہ سال تک یہ ملک آہن وبارود کا ڈھیر بنا رہا، اب وہ گوہر تابدار ہاتھ لگا ہے، لیکن اس نامعقول حرکت کو کابل ہی کے عوام نے بھی محسوس کیا۔ اور انہوں نے دیواروں پر چاکنگ کرائی کہ ------تو تو کر دیم آمدی ------یعنی جب ہم نے حکمتیار صاحب کو باعزت طور پر وزارت عظمیٰ کیلئے افغانستان بلایا، تو نہیں آئے اور اب "تو تو" کی آواز پر آ گئے۔

اب جس دن سے تحریک طالبان شروع ہوئی ہے۔ اور انہوں نے انتہائی قلیل عرصہ میں افغانستان کے تین چوتھائی حصہ پر اپنی حکومت قائم کر لی ہے، ہفت روزہ تکبیر اور اس کے ہم نوا و ہم آواز روزنامے اور ہفت روزے خصوصاً (امت) ان درویشان خدامست کے خلاف مسلسل زہر افشانی میں مصروف ہیں۔ خاص کر جناب رفیق افغان صاحب نے جو انداز اپنایا ہے۔ وہ نہ صرف نامناسب ہے بلکہ قابل گرفت بھی۔ یہ لوگ (طالبان) آپ کو صرف اب نظر آئے ------سب سے پہلے جہاد کی ابتداء انہی طلبہ نے کی تھی۔ جبکہ اس وقت ان کے پاس لڑنے کیلئے کچھ نہ تھا۔ اور آپ کے ممدوحین تو بہت بعد میں میدان میں اتر آئے۔ جبکہ ان کو جدید ترین اسلحہ مہیا کر دیا گیا۔ ان مجاہدین طلبہ نے جہاد افغانستان میں ہراول دستے کا کردار ادا کیا ہے۔ ان کی قوم کیلئے بے لوث خدمت کسی سے پوشیدہ نہیں بالکل بدیہیات میں سے ہے۔ لیکن معلوم نہیں کن وجوہ کی بنا پر رفیق افغان صاحب نے ان بدیہی امور کو نظریات کے زمرے میں لا کھڑا کیا۔

دراصل ان کو دکھ اس بات کا ہے۔ کہ حکمتیار صاحب خلاف توقع بہت ہی جلد میدان جنگ میں پسپا ہوئے۔ اور انہوں نے سروبی کے جو ناقابل تسخیر ہونے کا ہوا کھڑا کیا تھا۔ اور اسی تاج محل کے سہارے دھمکیاں دے رہے تھے۔ وہ تمام منصوبے جنود الٰہی کے سامنے بیت عنکبوت اور ریت کی دیوار ثابت ہوئے۔ ہم الدین النصیحۃ کے طور پر ان سے عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ خدارا حقائق سے چشم پوشی نہ کریں اور تحریک طالبان کے خلاف یہ زہر افشانی آپ کی اچھی شہرت کو داغدار اور بدنما بنا سکتی ہے، جبکہ آپ ہی کے ادارے کے بے باک صحافی جناب عرفان صدیقی نے "طالبان کا افغانستان" جیسا تاریخی سفرنامہ لکھ کر آپ کی چشم عبرت وا کرنے کا سامان کر دیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ افغانستان سمیت تمام عالم اسلام میں نظام خلافت راشدہ نافذ کرے تاکہ ہم ایک امیر المومنین کے سایہ تلے زندگی گزار سکیں۔ آمین

یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ تحریک طالبان کے امیر المومنین جو کہ پاکستان اور افغانستان کے دینی طلبہ اور کثیر عوام کے مسلمہ امیر المومنین ہیں۔ اور ان کے جہاد کیلئے خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ان کے بارے میں طنزیہ انداز، استہزائیہ کلمات اور غلیظ قسم کے کارٹون شائع کرنا اور امریکی ایجنٹ جیسے نازیبا القابات سے نوازنا کونسی اسلامی صحافت ہے۔ اور یہ ان لاکھوں جمہور عوام کی دلآزاری اور توہین نہیں؟ اور جب کوئی آپ کے حکمتیار کو امریکہ کا یار کہے، تو اس پر آپ کے تمام ہم نوا مثلاً ہارون الرشید وغیرہ سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ اور ان بیچاروں نے تو اپنے اوپر ہمارے اکابرین کی تضحیک